ابو عمار زاہد الراشدی

تحریک آزادی کے عظیم مجاہد
حضرت مولانا عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

دسمبر ۸۹ء کے "الشریعہ" میں شائع ہونے والی یہ تحریر موضوع کی مناسبت سے یہاں دوبارہ شائع کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

۱۷ نومبر کو روزنامہ جنگ لاہور کے آخری صفحہ پر ایک کونے میں یہ خبر نظر سے گزری کہ تحریک آزادی برصغیر کے نامور مجاہد اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے رفیق حضرت مولانا عزیر گلؒ انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علالت اور ضعف ونقاہت کی خبریں کافی عرصہ سے آرہی تھیں۔ عمر بھی سو سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ اس کے باوجود دل اس خبر پر یقین کرنے کو تیار نہ ہوا۔ خبر کو بار بار پڑھا۔ خبر مکمل تھی۔ ذمہ دار علمائے کرام کے تعزیتی پیغامات بھی ساتھ تھے۔ ماننے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا اور زبان پر بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہوا کہ موت ہر ذی روح کا مقدر ہے۔ جو اس دنیا میں آیا ہے' اس نے بہرحال جانا ہے۔ کل من علیھا فان ○ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

مولانا عزیر گلؒ کون تھے؟ آج کی نسل اس سے باخبر نہیں ہے اور نئی نسل کو اس کے ماضی اور اقدار وروایات سے باخبر رکھنے کی ذمہ داری جن حضرات پر ہے' انھیں نہ اس کی ضرورت کا احساس ہے اور نہ ہی اس کی اہمیت ان کے ذہنوں میں موجود ہے۔

مولانا عزیر گلؒ اسی قافلہ حریت کے فرد تھے جس نے برصغیر پاک وہند وبنگلہ دیش میں برٹش استعمار کے تسلط کے خلاف عسکری' تہذیبی' تعلیمی اور سیاسی جنگ لڑی اور بالآخر اسے شکست دے کر اس خطہ زمین کی آزادی کی راہ ہموار کی۔

اس قافلہ حریت کے ایک عظیم سالار شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ تھے جنھوں نے اس صدی کے دوسرے عشرہ میں متحدہ ہندوستان کی آزادی کا منصوبہ بنایا۔ ملک کے

طول وعرض میں مجاہدین آزادی کی فوج منظم کی۔ ترکی اور افغانستان کی حکومتوں کو جنگ آزادی میں ہمنوا بنا کر ان کا تعاون حاصل کرنے کا پروگرام ترتیب دیا۔ یہ منصوبہ برطانوی سی آئی ڈی کے کاغذات میں "ریشمی خطوط سازش کیس" کے نام سے اس کے ریکارڈ کا ایک اہم حصہ ہے اور ہماری تاریخ میں "تحریک ریشمی رومال" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ع دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا کے مصداق یہ منصوبہ عین اس وقت برطانوی سی آئی ڈی کے ہتھے چڑھ گیا جب کہ ملک کے اندر حریت پسند افواج کی تربیت و تنظیم کا کام کم و بیش مکمل ہو چکا تھا اور ترکی کی خلافت عثمانیہ سے عسکری وسیاسی تعاون کے حصول کے لیے حجاز مقدس میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ترک حکام کے ساتھ مذاکرات میں مصروف تھے۔ جہاد آزادی کی منصوبہ بندی کے بارے میں ریشمی رومالوں پر لکھے گئے خفیہ خطوط برطانوی کارندوں کے ہتھے چڑھتے ہی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور ان کے رفقاء کو گرفتار کر لیا گیا۔ متحدہ ہندوستان کے طول وعرض میں تحریک سے تعلق رکھنے والے تمام حضرات حراست میں لے لیے گئے۔

مولانا عزیر گلؒ اس تحریک اور منصوبہ بندی میں شیخ الہندؒ کے معتمد رفیق تھے۔ اور انہی کے ساتھ گرفتار ہو کر مالٹہ جزیرہ میں کم وبیش پونے چار سال تک نظر بند بھی رہے۔ مولانا عزیر گلؒ مالاکنڈ ایجنسی کے رہنے والے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ سے دینی تعلیم کی تکمیل کی اور پھر انہی کے لیے وقف ہو کر رہ گئے۔

آزاد قبائل میں فرنگی فوجوں کے ساتھ مسلسل لڑنے والے حریت پسند قبائل کے ساتھ شیخ الہندؒ کے خصوصی روابط تھے اور اس علاقہ میں شیخ الہندؒ کے شاگردوں اور حریت پسند رفقاء کی ایک بڑی تعداد مصروف جہاد تھی۔ قبائل کے ساتھ خفیہ روابط کے لیے مولانا عزیر گلؒ کو شیخ الہند کے معتمد ایلچی کی حیثیت حاصل تھی اور وہ باہمی رابطہ کا ایک اہم ذریعہ تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کو مولانا عزیر گلؒ پر کس قدر اعتماد تھا' اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ برطانوی سی آئی ڈی کی رپورٹوں کے مطابق حجاز مقدس میں ترک حکام کے ساتھ شیخ الہندؒ کا جو خفیہ معاہدہ طے پانے والا تھا اسے ہندوستان کے معتمد رفقاء تک پہنچانے کی ذمہ داری مولانا عزیر گلؒ کے سپرد ہوئی تھی۔ مولانا عزیر گلؒ اپنے استاد اور قائد حضرت شیخ الہندؒ کے عاشق زار تھے۔ مالٹا کی تنہائیوں میں خدمت کی سعادت حاصل کی اور اپنے عظیم استاد کے عظیم مشن میں ان کی رفاقت کا حق ادا کر دیا۔

مولانا عزیر گل" حضرت شیخ الہند" کی زندگی تک ان کے ساتھ متحرک رہے مگر ان کی وفات کے بعد پھر کام میں وہ مزہ نہ ملا اور قیام پاکستان کے بعد تو بالکل ہی گوشہ نشین ہو گئے۔ ملاکنڈ ایجنسی میں سخاکوٹ سے دو میل کے فاصلے پر "سیرے" نامی گاؤں ان کا آبائی گاؤں ہے' وہیں سکونت اختیار کر لی۔

مدیر "الشریعہ" کو متعدد بار حضرت مولانا عزیر گل" کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس وقت صحت مند اور چاق وچوبند تھے۔ مزاج میں بے تکلفی' نمود ونمائش سے دلی نفرت اور مہمان نوازی ان کی خصوصیات تھیں۔ اپنے محبوب استاذ حضرت شیخ الہند" کی یادوں کے سہارے جی رہے تھے۔ انہی کا تذکرہ اکثر زبان پر رہتا اور بہت سے دوست تو یہی محبوب تذکرہ سننے ان کی مجلس میں جایا کرتے تھے۔

ان کا سینہ تحریک آزادی کی کئی ان کہی کہانیوں کا مخزن تھا۔ اے کاش کہ اس خزانہ کو تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ کرنے کا کوئی اہتمام ہو جاتا۔ مگر اب کف افسوس ملنے سے کیا فائدہ' وہ اپنی یادوں اور خزانوں سمیت ہم سے رخصت ہو چکے ہیں اور اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔ آمین یا رب العالمین۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

"انسان فطرتاً" آزاد ہے۔ بغیر آزادی کے کوئی انسان نہ اپنی انسانیت کا ثبوت دے سکتا ہے اور نہ وہ اپنے فرائض پورے کر سکتا ہے جو خدا کی طرف سے اس پر عائد کیے گئے ہیں۔ جو آزاد نہیں وہ اپنی زندگی بے زبان گونگے جانوروں سے اچھی نہیں گزار سکتا ہے جن کو ہنکایا جاتا ہے۔ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کو مذہبی فرائض کے لیے آزاد کرے ورنہ اس کو اپنی قومی ہستی سے انکار کر دینا چاہئے۔

(مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ)